نہ ہے زیست سعیٔ مسلسل کہ کل تجھے دیکھے
ہر ایک "آج" کی منزل سے دور جادہ نورد

وسیع دہر کا میدان کارزار ہے یہ
یہاں سکوت کا کیا کام "راندۂ افلاک"!
حیات جنگ ہے گھمسان جنگ اور یہاں
ہے ناگزیر سپاہی کی جرأتِ بیباک

خود اپنی لاش فنا کے مہیب مرگھٹ میں
خود اپنے ہاتھ سے ماضی کو دفن کرنے دے
حسین ہو لاکھ نہ کر اعتمادِ مستقبل
نظامِ وقت کو جینے دے اور مرنے دے

ترا عمل ہو جواں "حال" کی حدوں میں فقط
وہ حال جس کی فضائیں ہیں بوئے موت سے دور
اسی عمل سے عبارت ہے زندگی لاریب
رہے خدا پہ نظر — دل میں جرأتوں کا غرور

ترے بلند ارادوں کے راستہ کا چراغ
بنے ہوئے ہیں "فسانے عروج ماضی کے"
گزر یہاں سے — مگر چھوڑتا ہوا پیچھے
جہاں کے ریت پہ گہرے نقوشِ پا اپنے

نقوشِ پا کہ مسافر کوئی تھکا ماندہ
نڈھال، بیکس و آوارہ راہِ ہستی میں
جواں کو دیکھ لے ممکن ہے تازہ دم ہو جائے
گرے نہ کانپ کے مایوسیوں کی پستی میں

اٹھا اور ایسے جنوں میں کہ جس کو آتا ہو
بلند خواب لیے مشکلوں کا دکھ سہنا
حصولِ پیہم و پیہم تعاقب سرگرم
عمل کا فرض بجا لا کے منتظر رہنا